وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اہل اسلام کے لئے اپنی عظمت رفتہ کی بازیابی کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم کفار و مشرکین اور ازلی دشمنان دین کی مشابہت اور ان کے نقش قدم پر چلنے سے توبہ کریں۔ اور اس حقیقت کو عملی جامہ پہنائیں کہ محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے سچے جاں نثاروں کی پیروی ہی روشن خیالی اور ترقی پسندی ہے۔

آیئے ہم بحیثیت مسلمان قوم کے کافرانہ ثقافت اور مشرکانہ رسوم و رواج کو ترک کر کے اسلاف عظام کے طریقے پر عزت و سرفرازی کے حصول کے لئے کوشاں ہو جائیں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اے مسلمانو! ہر قوم و ملت کے کچھ خاص امتیازی شعائر ہوتے ہیں، جن کے بغیر اس کا تشخص قائم نہیں رہ سکتا۔ ہفتے کے ایام ہی کو لے لیجئے، یہودیوں کے نزدیک ہفتے کا دن مقدس ہے، نصرانی اتوار کو عبادت کا خصوصی دن گردانتے ہیں، اہل اسلام کے لئے جمعہ کے دن کی فضیلت قرآن پاک و حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسی طرح تحویل قبلہ میں بھی مشرکین اور یہود و نصاریٰ سے امتیاز کا واضح ترین درس ملتا ہے۔

الغرض کتاب و سنت سے ہمارے لیے کفار کی مخالفت کا حکم ثابت ہے۔ کیونکہ ظاہری چیزوں میں مشابہت کرنے سے باطنی طور پر بھی مودت اور محبت قائم ہو جاتی ہے جو کہ ایمان کی غارت گری میں نہایت موثر ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ امت اسلامیہ کو اسلامی شعائر پر کاربند ہونے کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔ آمین

مری زندگی کا مقصد ترے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

انسانی جلد قدرت کی شاہکار ہے

انسان کی جلد جسم کا سب سے بڑا عضو ہے۔

درمیانے جسامت کے شخص کی جلد تقریباً 2 مربع میٹر اور وزن تقریباً 4 کلوگرام ہوتی ہے۔

جلد جسم کو جراثیم سے محفوظ رکھنے کا کام سرانجام دیتا ہے، اور سورج کی شعائیں جذب کرتا ہے۔

جلد کی 3 تہیں ہوتی ہیں، ان میں سے ایک تہ اعصابی نظام، دوسری پسینے کی نالیوں اور تیسری خون کی شریانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

اللہ احسن الخالقین کا مبارک فرمان ہے: ﴿وفي انفسكم افلا تبصرون O﴾

''اور تمہاری ذاتوں کے اندر بھی قدرت الٰہی کی واضح نشانیاں ہیں، کیا تمہیں کچھ نظر نہیں آتا؟''

کلمہ طیبہ اور ہماری ذمہ داریاں

تصنیف: صلاح الدین مؤسس "تکبیر" تقدیم: عبد الرحیم روزی

کلمہ طیبہ دنیا کا وہ سب سے مختصر، لیکن انتہائی انقلاب آفریں اور پوری انسانی زندگی پر محیط حلف نامہ (AFFIDAVIT) ہے، جس کی زبان سے ادائیگی اور دل سے تصدیق کفر کی سرحد سے دائرہ اسلام میں داخل ہوجانے کا مرحلہ ایک لمحے میں طے کردیتی ہے۔ اور انسان عقائد و افکار، نظریات و تصورات روایات و اقدار اور شب و روز کے معمولات زندگی کی تمام زنجیریں کاٹ کر وفاداری و وابستگی کے تمام رشتے توڑ کر ایک بالکل نئی اور ماضی سے قطعی مختلف زندگی کا آغاز کرتا ہے۔

☆ حلف نامے کا آغاز انکار سے کیوں؟

یہ مختصر ترین حلف نامہ جو "لا إله إلا الله" اور "محمد رسول الله" کے دو چھوٹے چھوٹے فقروں پر مشتمل ہے۔ اس لحاظ سے بھی منفرد اور بے مثال ہے، کہ دنیا میں ہر دوسرا حلف نامہ خواہ وہ مختصر ہو یا طویل، اقرار سے شروع ہوتا ہے۔ مگر کلمہ طیبہ کا آغاز اقرار سے نہیں انکار سے ہوتا ہے۔ اس کا اولین لفظ "لا" یہ مطالبہ کرتا ہے کہ دولت ایمانی کی وصولیابی سے قبل اپنے دامن قلب و ذہن کو جھٹک کر اسے بالکل خالی اور پاک کرلو، ایمان کوئی ایسی شے نہیں جسے کفر و شرک کے پہلے سے جمے جمائے ڈھیر پر ایک اضافی ردّے کے طور چڑھایا جائے۔ حق، باطل کی نفی اور مکمل تنسیخ چاہتا ہے، اس سے اتصال یا مصالحت اسے گوارا نہیں۔

یہ ایک لفظ "لا" ہر اس چیز کی نفی کا مطالبہ کرتا ہے جس سے تخلیق، روزی رسانی، تحفظ جان و مال عزت و ذلت، نفع و نقصان، خوف اور امید کا کوئی ادنی سا رشتہ عقیدت بھی قائم ہو۔ چاند، سورج، ستاروں، پتھروں، درختوں، پرندوں، مویشیوں، اپنے ہی جیسے انسانوں یا خود اپنے نفس میں سے کسی بھی بت کو "لا" کی ضرب لگائے، وہ اسے پاش پاش کئے بغیر نہیں چھوڑتا، یہ "لا" اللہ کی بندگی کا قلادہ گردن میں ڈالنے سے پہلے اسے ہر طوق و زنجیر سے نجات دلاتا ہے۔ لا إله کہہ کر جب انسان یہ واشگاف اعلان کردیتا ہے کہ کوئی رب نہیں ہے، کوئی زندگی اور وسائل زندگی بخشنے والا، پالنے والا، اور حفاظت کرنے والا نہیں ہے۔ تب اس انکار کے فوراً بعد اقرار کی باری آتی ہے اور اس حقیقت کبری کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ " إلا الله "(سوائے اس ایک اللہ کے)۔

☆ روح توحید

ایک اللہ کا اقرار اور ماسوا کا انکار ہی روح توحید ہے اور جب ہم کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ کی کتاب، قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں، تو انکار و اقرار کا یہ سلسلہ اس کی آخری آیت تک اس تواتر کے ساتھ چلتا ہے کہ جو بات کلمہ طیبہ کے اولین جزو میں کہی گئی ہے، وہی قرآن کے آخری جزو سورہ والناس میں پھر دہرائی گئی ہے: ﴿قل أعوذ برب الناس ○ ملك الناس ○ إله الناس ○﴾ "کہو میں پناہ مانگتا ہوں، انسانوں کے رب کی۔ انسانوں کے بادشاہ کی۔ انسانوں کے حقیقی معبود کی"۔

جو حقیقت کلمہ طیبہ کے ذریعہ ذہن نشین کرائی گئی تھی، اسے قرآن اپنے پیغام کے اختتام پر بھرپور زور و قوت کے

ساتھ ذہن میں بٹھاتا ہے۔

یہاں لفظ'' **الناس** '' کی تکرار بھی بہت معنی خیز اور اہم ہے۔ اللہ کی تین صفات ''رب، ملک اور إلہ'' کا انسان سے تعلق اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ انسان کیلئے اس ایک ذات کے سوا اب کسی کی طرف دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ وہ تین اسباب ہی کی بنا پر کسی کے آگے سر نیاز جھکاتا اور اس سے عقیدت جوڑتا ہے۔

۱۔ یہ سمجھ کر کہ میری پرورش، حفاظت اور رزق رسانی کا اس سے کوئی تعلق ہے۔

۲۔ یہ سوچ کر کہ بادشاہت، حاکمیت اور فرماں روائی اس کی ذات سے وابستہ ہے، اور یہ میرا آقا و مالک ہے۔ عزت و ذلت سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔

۳۔ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کہ یہ میرا خالق و مالک اور معبود برحق ہے۔

اللہ تعالی نے ''انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ اور انسانوں کے معبود'' کی پناہ میں آنے والے انسانوں کو بتایا کہ یہ ساری صفات تو صرف میری ذات سے وابستہ ہیں۔ اے انسان! اب تجھے کسی اور سے ڈرنے، کسی اور کے اقتدار سے سہمنے اور کسی اور کے آگے اپنا سر جھکانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں لفظ'' الناس '' کی بار بار تکرار کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ انسان کے سوا اس کائنات کی ہر شے، اللہ ہی کو اپنا رب، ملک اور الٰہ تسلیم کرتی ہے، اور بے چون و چرا اس کی اطاعت و بندگی کرتی ہے۔ ایک انسان ہی اس معاملہ میں بھٹکتا اور گمراہی کا شکار ہوتا ہے، اور اپنے ارادہ و اختیار کی جائز حدود کو توڑ کر کبھی خود رب، ملک اور إلہ بن بیٹھتا ہے اور کبھی دوسروں کو رب، ملک اور إلہ تسلیم کر کے ان کے سامنے پیشانی رگڑنے کی ذلت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ ہی أحکم الحاکمین ہے:

قرآن میں جگہ جگہ اللہ تعالی یہ بات ہمارے ذہن میں بٹھاتا ہے، کہ زندگی اور موت میرے ہاتھ میں ہے۔ عزت اور ذلت میرے اختیار میں ہے۔ أحکم الحاکمین میں ہی ہوں۔ کسی کی مجال ہے جو میرے حکم کے سامنے دم مار سکے؟! رزق دینا، نپا تلا دینا یا بے حساب دینا، میری مرضی پر منحصر ہے۔ اقتدار میرا اور صرف میرا ہے، باقی سب بندے اور غلام ہیں، خالق میں ہوں، مالک میں ہوں، معبود میں ہوں، روز حساب جزا اور سزا دینے والا میں ہوں، ڈرنا ہے تو مجھ سے ڈرو، مانگنا ہے تو مجھ سے مانگو، کچھ دینا ہے تو میری راہ میں دو، میرے نام پر دو۔ لینا ہے تو میری مقرر کردہ حدود اور اپنے حق کے مطابق لو، وہ ہمیں ہر دوسرے نام نہاد رب بادشاہ اور إلہ سے کاٹتا اور صرف اپنی ذات سے جوڑتا جاتا ہے اور جب ہر ایک سے کٹ جانے اور صرف اپنے رب سے جڑ جانے کا عمل مکمل ہوتا ہے، تو انسان پکار اٹھتا ہے: ﴿إني وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض حنيفا وما أنا من المشركين ٥﴾ (الأنعام: ٧٩) ''میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں''۔

☆ انکار و اقرار کی حقیقی روح جب بیدار ہوتی ہے:

انکار اور اقرار کی حقیقی روح جب اہل ایمان کے سینوں میں بیدار ہوتی ہے تو دنیا کی ہر قوت کیلئے وہ ناقابل تسخیر بن